© rasailojaraid.com

فضائل عشرہ ذی الحجہ و مسائل قربانی

فاروق الرحمٰن یزدانی
(مدرس جامعہ سلفیہ)

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين اما بعد :

اللہ تعالیٰ نے کائنات کے نظام کو وقت کے لحاظ سے 12 مہینوں میں تقسیم فرمایا ہے: ان عدة الشهور عند الله اثنا عشر شهرا في كتاب الله يوم خلق السموٰت والارض ۔ اوران میں سے چار مہینوں کو اللہ کریم نے حرمت والا قرار دیا ہے: منها اربعة حرم (التوبہ:۳۶) حرمت والے مہینوں میں سے ایک مہینہ ذوالحج کا ہے جو کہ سال کا آخری مہینہ ہے کیونکہ شریعت اسلامیہ میں وقت کیلئے چاند کو معیار مقرر کیا گیا ہے: يسئلونک عن الاهلة قل هي مواقيت للناس والحج (البقرہ:۱۸۹) اسی لئے چاند کبھی بڑھتا ہے اور کبھی گھٹتا ہے جبکہ سورج تو ہر روز ایک جیسا ہی طلوع وغروب ہوتا ہے۔ مسلمانوں کیلئے یہ بات بڑی سعادت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے سال کے پہلے مہینے محرم الحرام کو بھی حرمت والا بنایا ہے اور سال کے آخری مہینے ذوالحج کو بھی حرمت والا قرار دیا ہے۔ اور پھر سال کے آخری مہینے کے پہلے عشرے میں نیکی کے عمل کو دوسرے دنوں کی بہ نسبت زیادہ اجر وثواب کا باعث قرار دیا ہے تا کہ گذشتہ سارے سال میں جو اعمال صالحہ میں کمی رہ گئی ہے یا فرائض وواجبات میں کوتاہی ہوگئی ہے ایک مومن آدمی ان دس دنوں میں اس کی تلافی کی کوشش کرے۔ اس لئے ہمیں بھی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے اس لطف وکرم سے فائدہ اٹھائیں اور عشرہ ذی الحجہ میں زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کو معمول بنائیں۔

ذیل کی سطور میں عشرہ ذی الحجہ کے احکام بیان کئے جاتے ہیں تا کہ اس عشرہ کو کتاب وسنت کی روشنی میں گزارا جاسکے۔

عشرہ ذی الحجہ کی فضیلت:

ذوالحجہ کا مہینہ محرم (حرمت والا) ہے اور حج کا مہینہ بھی ہے اس لحاظ سے اس کی بزرگی دو طرح سے ہے: ایک حرمت کی وجہ سے اور دوسری حج کی وجہ سے۔ پھر اس مہینے کے پہلے دس دنوں کی فضیلت خصوصی طور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پرھادی کائنات، حضرت محمد ﷺ نے بیان فرمائی' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ماالعمل فی ایام افضل منها فی هذه. قالوا: ولا الجهاد؟ قال: ولا الجهاد الا رجل خرج یخاطر بنفسه وماله فلم یرجع بشئی (بخاری: ۱/۱۳۲)

ان دنوں کی نسبت دیگر دنوں میں عمل زیادہ فضیلت نہیں رکھتا، صحابہ کرام نے عرض کیا: جہاد بھی نہیں؟ فرمایا جہاد بھی نہیں۔ ہاں وہ آدمی جو اپنی جان و مال کو خطرے میں ڈال دے اور کسی چیز کے ساتھ واپس نہ لوٹے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عشرہ ذی الحجہ میں نیک عمل کرنا اللہ تعالیٰ کو باقی دنوں میں عمل کرنے سے زیادہ محبوب ہیں۔

عشرہ ذی الحجہ میں دوسری عبادت کے علاوہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرنا چاہئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ما من ایام اعظم عند الله ولا احب الی الله العمل فیهن من التسبیح والتحمید والتهلیل والتکبیر (طبرانی)

اللہ تعالیٰ کو کوئی دن زیادہ محبوب اور بڑا نہیں ہے عمل کے لحاظ سے ان دنوں کے علاوہ سبحان اللہ، الحمدللہ، لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہنے سے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ان دس دنوں میں اللہ تعالیٰ کا ذکر باقی دنوں کی نسبت کثرت سے کرنا چاہئے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ان دس دنوں میں خصوصی طور پر عبادت اور ذکر کا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔

خود رسول اللہ ﷺ ان دس دنوں کا روزہ رکھا کرتے تھے۔

ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

اربع لم یکن یدعهن النبی ﷺ صیام عاشور او العشر وثلثة ایام من کل شهر ورکعتین قبل الغداة (نسائی، ۱/ ۲۶۸، کتاب الصیام)

چار چیزیں رسول اللہ ﷺ کبھی نہیں چھوڑتے تھے۔ دسویں محرم کا روزہ، عشرہ ذی الحجہ کے روزے، ہر ماہ کے تین روزے، فجر کی دو سنتیں۔

عشرہ ذی الحجہ کے روزوں سے ام المومنین کی مراد رسول اللہ ﷺ کا ان دنوں میں کثرت سے روزے رکھنا ہے ورنہ دس ذی الحجہ کا روزہ رکھنے سے تو آپ ﷺ نے خود منع فرمایا ہے (ابوداؤد، ۱/ ۳۳۵)

عشرہ ذی الحجہ میں حجامت بنوانا

ذوالحج کا چاند نظر آنے کے بعد حجامت بنوانا، ناخن تراشنا منع ہے۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان النبی ﷺ قال اذا رایتم ھلال ذی الحجة واراد احدکم ان یضحی فلیمسک عن شعرہ واظفارہ (مسلم۲/۱۶۰، کتاب الاضاحی)

جب تم ذی الحجہ کا چاند دیکھو اور تم میں سے کسی کا قربانی کرنے کا ارادہ ہو تو وہ اپنے بال اور ناخن نہ کٹوائے۔

اسی طرح وہ لوگ جو اپنی تنگدستی کی وجہ سے قربانی نہیں کر سکتے ان کو بھی چاہیے کہ وہ بھی ان دس دنوں میں اپنی حجامت وغیرہ نہ بنوائیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ان النبی ﷺ قال امرت بیوم الاضحی عید اجعلہ اللہ لھذہ الامة قال الرجل ارأیت ان لم اجد الا منیحة انثی افاضحی بھا قال لاولکن تاخذ من شعرک واظفارک وتقص شاربک وتحلق عانتک فتلک تمام اضحیتک عند اللہ (ابوداؤد،۲/۲۹، کتاب الضحایا)

بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں قربانی کے دن کو عید کا دن بناؤں جسے اللہ تعالیٰ نے اس امت کیلئے عید کا دن بنایا ہے۔تو ایک آدمی نے کہا کہ آپ کا کیا حکم ہے اگر مجھے قربانی کا جانور نہ ملے تو میں ایک دودھ دینے والا جانور قربانی کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں تو اپنے بال اور ناخن کٹوالے، اپنی مونچھیں کٹوالے اور زیر ناف بال صاف کرلے تو یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تیری پوری قربانی ہے۔

عرفہ کا روزہ اور اس کا ثواب

عرفہ یعنی (۹) ذی الحجہ کا روزہ رکھنا رسول اللہ کی سنت ہے اور اس روزہ کی رسول اللہ ﷺ نے بہت فضیلت بیان فرمائی ہے۔صحیح مسلم میں حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سئل عن صوم یوم عرفة فقال یکفر السنة الماضیة والباقیة (مسلم۱/۳۶۸، کتاب الصیام)

رسول اللہ ﷺ سے عرفہ کے دن کے روزے سے متعلق سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس سے ایک سال گذشتہ اور ایک سال آنے والے کے گناہ اللہ تعالیٰ معاف فرمادیتے ہیں۔

اور رسول اللہ ﷺ خود بھی عرفہ (۹ ذی الحجہ) کا روزہ رکھا کرتے تھے۔

سنن ابی داؤد میں روایت ہے:

کان رسول اللہ ﷺ یصوم تسع ذی الحجة ویوم عاشورآء وثلاثة ایام من کل شھر......الخ (ابوداؤد،۱/۳۳۸، کتاب الصوم)

رسول اللہ ﷺ (۹) ذی الحجہ (۱۰) محرم اور ہر مہینے کے تین دن روزہ رکھتے تھے۔اس لئے ہمیں بھی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

چاہئے کہ ہم یہ اجروثواب حاصل کرنے کیلئے روزہ رکھیں۔لیکن جن کواللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہے اور وہ حج کیلئے گئے ہیں تو وہ عرفات کے میدان میں روزہ نہ رکھیں کیونکہ امام اعظم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ان رسول اللہ ﷺ نهى عن صوم يوم عرفة بعرفة (ابوداؤد:۱/ ۳۳۸، کتاب الصوم)

بے شک رسول اللہ ﷺ نے عرفہ کے دن (۹ ذی الحجہ) کا روزہ عرفات کے میدان میں رکھنے سے منع فرمایا ہے:

قربانی

عشرہ ذی الحجہ میں ایک بڑا عمل قربانی کا ہے۔رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں دس سال رہے اور آپ ﷺ ہر سال قربانی کیا کرتے تھے۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

اقام رسول الله ﷺ بالمدينة عشر سنين يضحى (ترمذی:۱/ ۲۷۷، ابواب الاضاحی)

قربانی کیا ہے

قربانی کا لفظ ہر اس نیکی کے کام پر بولا جاتا ہے جس نیک عمل کے ذریعے بندہ اللہ تعالیٰ کا قرب تلاش کرتا ہے۔عیدالاضحیٰ کے موقعہ پر مسلمان اپنے جانوروں کو ذبح کر کے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتے ہیں اس لئے اس عمل کو قربانی کہا جاتا ہے۔

قربانی کی فضیلت

۱۰ ذی الحجہ کو جانوروں کی قربانی کرنا ایک عظیم عمل ہے۔جس کا اندازہ اس بات سے کرنا کوئی مشکل نہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر سال قربانی کیا کرتے تھے اور ایک روایت کے مطابق آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص باوجود طاقت کے قربانی نہیں کرتا وہ مسلمانوں کی عیدگاہ میں نہ آئے۔

اس عمل پر اللہ تعالیٰ نے بہت بڑا اجر رکھا ہے۔ہادی کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ما عمل ادمی من عمل يوم النحر احب الى الله من اهراق الدم انه لياتی يوم القيامة بقرونها واشعارها واظلافها وان الدم ليقع من الله بمكان قبل ان يقع من الارض فطيبوا بها نفسا. (ترمذی:۱/ ۲۷۵، ابواب الاضاحی)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قربانی کے دن کسی آدمی کا کوئی عمل بھی قربانی کے عمل سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب نہیں۔ بے شک قیامت کے دن قربانی کے جانور کو اس کے سینگوں، بالوں، اور کھریوں سمیت لایا جائے گا۔ (اور ہر ایک چیز کے بدلے اجر وثواب دیا جائیگا) اور بے شک (قربانی کے جانور کا) خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہو جاتا ہے۔ تو تم اس کے ساتھ جانوں کو پاکیزہ کرو۔

قربانی کا جانور کیسا ہو

قربانی کا جانور صحیح سلامت اور بے عیب ہونا چاہئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان افضل الضحایا اغلاھا و اسمنھا

بہترین قربانی اس جانور کی ہے جو قیمتی اور دوسرے جانوروں سے موٹا تازہ ہو۔ عیب دار جانور کی قربانی جائز نہیں۔ بعض عیوب کو رسول کریم ﷺ نے مختلف احادیث میں بیان فرمایا ہے، مثلاً:

۱۔ لنگڑا جس کا لنگڑا پن واضح ہو۔

۲۔ کانا جس کی آنکھ کا نقصان ظاہر ہو۔

۳۔ بوڑھا جس کی ہڈیوں میں مغز باقی نہ رہے۔

۴۔ بیمار جس کی کوئی بھی بیماری واضح ہو۔

۵۔ جس کا کان اگلی طرف سے کٹا ہوا ہو۔

۶۔ جس کا کان پچھلی طرف سے کٹا ہوا ہو۔

۷۔ جس کا کان لمبائی میں چیرا ہوا ہو۔

۸۔ جس کے کان میں گول سوراخ ہو۔

۹۔ جس کا کان یا سینگ جڑ سے کٹا ہوا یا ٹوٹا ہوا ہو۔ (جس جانور کے کان یا سینگ قدرتی طور پر نہ ہوں اس کی قربانی جائز ہے)

۱۰۔ بہت کمزور جو دوسروں کے ساتھ برابر نہ چل سکتا ہو۔

اس لئے ان عیوب میں سے کسی ایک عیب والا جانور بھی قربانی نہیں کرنا چاہئے۔ البتہ جانور قربانی کرنے کیلئے خریدا مگر اس میں کوئی عیب پیدا ہو گیا تو اس کی قربانی جائز ہے۔ لیکن اس کیلئے شرط یہ ہے کہ وہ آدمی تنگ دست ہو اور اس کے بدلے کوئی دوسری قربانی کرنے کی طاقت نہیں رکھتا اور نہ ہی اس جانور کو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فروخت کر کے کوئی دوسرا صحیح سلامت جانور خرید سکتا ہے۔

قربانی کے جانور کی عمر

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے تبھی اللہ کریم عزوجل نے اس کی تکمیل کا اعلان فرمایا کہ:

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا

رسول اللہ ﷺ نے جہاں قربانی کے دوسرے مسائل بیان فرمائے وہاں قربانی کے جانور کی عمر کا مسئلہ بھی بیان فرمایا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ **قال رسول اللہ ﷺ لا تذبحوا الا مسنة الا ان یعسر علیکم فتذبحوا جذعة من الضان** (مسلم:۲/۱۵۵، کتاب الاضاحی)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہ ذبح کرو تم مگر دو دانت والا مگر یہ کہ تم پر دشوار کر دیا جائے تو ضان (بھیڑ کی نسل) سے جذعہ (کھیرا) ذبح کر لو۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قربانی کا جانور مُسِنّہ (دو دانت والا) ہونا ضروری ہے۔ خواہ وہ اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری میں سے کوئی بھی جانور ہو۔ البتہ اگر کسی شخص کو قربانی کا جانور نہیں مل سکا اور قربانی کے دن گزر رہے ہیں۔ تو وہ اس مجبوری کی حالت میں صرف بھیڑ کی نسل (دنبہ، چھترا) سے ہی قربانی کیلئے ذبح کر سکتا ہے۔ اونٹ، گائے اور بکری، مذکر یا مونث مجبوری کی حالت میں بھی مسنہ کے علاوہ قربانی نہیں کر سکتا۔

یہ خیال کہ بکری یا بکرا اگر ایک سال کے ہو جائیں اور بھیڑ یا دنبہ موٹا تازہ ہو تو (۶ ماہ) کا بھی قربانی کیلئے جائز ہے۔ یہ بالکل غلط ہے رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔

پھر وہ لوگ مُسِنّہ کا معنی کرتے ہیں ایک سال والا۔ حالانکہ یہ حکم عام ہے جو قربانی کے سب جانوروں کو شامل ہے اور یہ تبھی ہو سکتا ہے اگر مُسِنّہ کا معنی دو دانت والا کیا جائے۔ اور اگر ایک سال کا معنی کیا جائے تو پھر اونٹ اور گائے کی عمر کے بارے میں کوئی دلیل نہیں کہ ان کی عمر ایک سال سے زائد ہو جبکہ اونٹ اور گائے ایک سال عمر والی کی قربانی وہ حضرات بھی نہ مانتے ہیں نہ ماننے کیلئے تیار ہیں۔ ایک دفعہ یہی سوال جب ہم نے اپنے علاقہ کی معروف علمی و روحانی شخصیت اور دیوبندی مکتبہ فکر کے ممتاز عالم دین قاری محمد یوسف صاحب مہتمم جامعہ مدنیہ منڈی صفدر آباد وصدر مدرس جامعہ فاروقیہ شیخوپورہ سے کیا تو جواب نہ ہونے کی صورت میں انہوں نے یہ جواب دیا کہ آپ اہلحدیث ہیں آپ حدیث پر عمل کریں ہم حنفی ہیں ہم فقہ حنفی پر عمل کریں گے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

انا للہ وانا الیہ راجعون

خصی جانور کی قربانی

بعض لوگ خصی جانور کی قربانی جائز نہیں سمجھتے کیونکہ وہ جانور کا خصی ہونا بھی عیب شمار کرتے ہیں۔ حالانکہ خصی ہونا عیب نہیں بلکہ یہ تو مفید ہوتا ہے جیسا کہ امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

لیس ھذا عیبا لان الخصاء یفید اللحم طیبا وینفی عنہ الذھومۃ وسوء الرائحۃ (فتح الباری:۱۰/۱۰)

جانور کا خصی کرنا عیب نہیں بلکہ بعض وجوہ سے مفید ہے کہ گوشت پاکیزہ بہترین اور بدبو سے پاک ہو جاتا ہے۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے خود خصی جانور کی قربانی کی ہے اگر جانور کا خصی ہونا عیب ہوتا تو امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کبھی بھی خصی جانور کی قربانی نہ کرتے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

ذبح النبی یوم الذبح کبشین اقرنین املحین موجوئین...... الخ (ابوداؤد:۲/۳۰، کتاب الضحایا) رسول اللہ ﷺ نے ذبح کے دن دو مینڈھے سینگوں والے سفید سیاہی مائل خصی ذبح کیے۔

قربانی کا وقت

دین اسلام میں تمام اوامر ونواہی کا صرف ایک ہی مقصد ہے کہ بندہ میں اطاعت وفرمانبرداری کا جذبہ دیکھا جائے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے حدود وقیود مقرر فرمادی ہیں۔

جس طرح شریعت اسلامیہ میں قربانی کے متعلق دوسرے مسائل بیان کر دیئے گئے ہیں اسی طرح قربانی کا وقت بھی بیان فرمادیا گیا ہے یہ عیدالاضحیٰ کی نماز ادا کرنے کے بعد ہی کی جاسکتی ہے اس سے پہلے نہیں۔ کیونکہ اس دن کو یوم الاضحیٰ کہا ہی اس لئے جاتا ہے کہ اس دن اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کیلئے جانوروں کو ذبح کیا جاتا ہے۔ بعض لوگ اس کو یوم الضحیٰ بھی لکھ دیتے ہیں جو کہ درست نہیں کیونکہ اضحیٰ کا لفظ اضحاۃ کی جمع ہے جس طرح ارطاۃ کی جمع ارطیٰ آتی ہے۔

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں سمعت النبی ﷺ یخطب فقال ان اول

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مانبدا من یومنا هذا ان نصلی ثم نرجع فننحر فمن فعل فقد اصاب سنتنا ومن نحر فانما هو لحم یقدمه لا هله لیس من النسک فی شیء (بخاری:۲/۸۳۴، کتاب الاضاحی)

میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ خطبہ دیتے ہوئے فرمارہے تھے کہ پہلا کام جو ہم نے آج کے دن کرنا ہے یہ ہے کہ ہم نماز پڑھیں گے پھر واپس لوٹیں گے اور قربانی کریں گے تو جس شخص نے ایسا کیا اس نے تو ہماری سنت پر عمل کیا اور جس نے (نماز سے پہلے) قربانی کر لی اس کی کوئی قربانی نہیں بلکہ صرف گوشت ہی ہے جو اس نے اپنے گھر والوں کو پیش کر دیا۔

یہ بات سن کر حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اللہ کے رسول ﷺ میں نے تو نماز پڑھنے سے پہلے قربانی کر لی ہے تو آپ ﷺ نے انہیں دوبارہ قربانی کرنے کا حکم فرمایا ایک دوسری روایت میں ہے حضرت جندب بن سفیان البجلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں **شهدت النبی ﷺ یوم النحر فقال من ذبح قبل الصلوٰة فلیعد مکانها اخری ومن لم یذبح فلیذبح** (بخاری:۲/۸۳۴، کتاب الاضاحی)

ایک دفعہ میں قربانی کے دن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے نماز سے پہلے قربانی کے جانور کو ذبح کرایا وہ اس کی جگہ دوسرا قربانی کا جانور ذبح کرے اور جس نے قربانی نہیں کی وہ اب (نماز کے بعد) ذبح کرلے۔

ان احادیث مبارکہ سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ قربانی کا وقت عیدالاضحیٰ کی نماز کے بعد شروع ہوتا ہے۔ اس میں کسی شہری یا دیہاتی کی کوئی تقسیم نہیں ہے۔ یہ حکم سب مسلمانوں کو عام ہے جیسا کہ ایک اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ **من صلی صلاتنا واستقبل قبلتنا فلا یذبح حتی ینصرف** (بخاری:۲/۸۳۴، کتاب الاضاحی)

جو شخص ہماری نماز کی طرح نماز پڑھتا ہے اور ہمارے قبلہ کو اپنا قبلہ بناتا ہے۔ (یعنی مسلمان ہے) تو وہ عید کی نماز سے پہلے قربانی کا جانور ذبح نہ کرے۔

یہ فرمان رسول اللہ ﷺ کس قدر واضح ہے کہ جو شخص مسلمان ہونے کا دعویدار ہے وہ عید کی نماز سے قبل قربانی نہیں کر سکتا مگر افسوس ہے بعض نام نہاد مسلمانوں پر کہ انہوں نے یہ تقسیم کر دی کہ شہری لوگ تو نماز سے پہلے قربانی نہیں کر سکتے البتہ دیہاتی لوگ نماز سے پہلے قربانی کر سکتے ہیں۔ پھر اس کیلئے شہری لوگ اپنے جانور رات کو یا اس سے پہلے قریبی دیہات میں بھیج دیتے ہیں وہاں صبح سویرے جانور ذبح کر کے گوشت بنا کر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

شہروں میں لے آتے ہیں اس طرح وہ نماز سے پہلے یا نماز کے فورا بعد گوشت سے لطف اندوز ہوتے ہیں فرمان پیغمبرﷺ کے مطابق ان کو قربانی کا اجروثواب بالکل نہیں ملے گا صرف گوشت تھا جوان لوگوں نے کھالیا ہے اور بس۔

اس لئے میری ان سادہ لوح لوگوں سے گزارش ہے کہ ان لوگوں کے بہکاوے میں آکر ہرگز ہرگز اپنی خون پسینے کی کمائی سے خریدی ہوئی قربانیاں ضائع نہ کریں کیونکہ شریعت کے حکم کو کسی مفتی کا فتویٰ مجتہد کا اجتہاد فقیہہ کی فقاہت، خطیب کی خطابت، امام کی امامت، عالم کا علم اور واعظ کا وعظ، ختم یا تبدیل نہیں کرسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین اسلام کے اوامر ونواہی پر ان کی روح کے مطابق عمل کی توفیق فرمائے اور قرآن و حدیث کی مخالفت خفی یا جلی سے محفوظ رکھے آمین۔

قربانی کتنے دن تک ہوسکتی ہے؟

قربانی اگرچہ پہلے دن کرنا افضل ہے لیکن اس کی اجازت چار دن تک ہے ایک (۱۰) ذی الحجہ کا دن اور تین دن اس کے بعد (۱۱، ۱۲، ۱۳) ذی الحجہ تک قربانی کرنا درست ہے کیونکہ عید کے دن کے بعد تین دن ایام تشریق ہیں اور ہادی کائنات امام اعظم حضرت محمد رسول اللہﷺ نے فرمایا: التشریق کلھا ذبح (دارقطنی) ایام تشریق سارے کے سارے ذبح کے دن ہیں۔ اس لئے اگر کوئی شخص چوتھے دن بھی قربانی کرتا ہے تو اس کی قربانی بالکل درست اور صحیح ہے۔ یہاں اس موضوع کی تفصیل کی گنجائش نہیں اس مسئلہ پر شیخ الحدیث حافظ محمد الیاس اثری حفظہ اللہ کی کتاب ''القول الانیق فی ایام التشریق'' بڑی مدلل اور مفصل ہے۔ جو کہ ہر خطیب کے پاس خصوصا ہونی چاہئے یا پھر ہمارے فاضل بھائی غازی اسلام رانا محمد شفیق خان پسروری حفظہ اللہ کی کتاب ''قربانی کے چار دن'' بڑی جامع ہے جس میں مذکورہ کتاب بھی نقل کردی گئی ہے اور دیگر مفید مباحث بھی اس میں درج ہیں۔ تفصیل کے خواہشمندان کا مطالعہ ضرور کریں۔ اس میں مخالفین کے اعتراضات کے جوابات بھی دیئے گئے ہیں۔

قربانی کا گوشت

رسول کریمﷺ نے پہلے یہ حکم فرمایا تھا کہ قربانی کا گوشت تین دن تک استعمال کیا جائے اس سے زیادہ دن نہ رکھیں لیکن بعد میں جب مسلمانوں کے حالات مالی طور پر مستحکم ہوگئے تو آپﷺ نے اجازت فرمادی حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

عن النبیﷺ انہ نھی عن اکل لحوم الضحایا بعد ثلاث ثم قال بعد کلوا وتزودوا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وادخروا (مسلم:۲/۱۵۸، کتاب الاضاحی) رسول اللہ ﷺ نے قربانی کا گوشت تین دن کے بعد کھانے سے منع فرمایا پھر آپ ﷺ نے اس کے بعد فرمایا کہ تم کھاؤ بھی اور زادراہ بھی بنالو اور ذخیرہ بھی کرلو۔ لیکن اس سلسلہ میں اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہئے کہ اس میں سے غرباء اور مساکین کا حق بھی ادا کیا جائے۔ ایسا نہ ہو کہ آج کے فریزر کے دور میں سارے کا سارا ہی ذخیرہ کرلیا جائے بلکہ دوسرے لوگوں کو بھی ان کا حصہ ادا کرنا چاہئے۔

قربانی کا طریقہ

بہتر تو یہ ہے کہ قربانی اپنے ہاتھ سے ذبح کی جائے لیکن اگر کوئی دوسرا بھی ذبح کردے تو درست ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر 63 اونٹ خود اپنے دست مبارک سے ذبح کئے تھے اور 37 اونٹ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ذبح کروائے۔

جانور کو لٹانے کے بعد رسول اللہ ﷺ یہ دعا پڑھتے: **بسم اللہ اللھم تقبل من محمد و آل محمد و من امۃ محمد** ﷺ (مسلم:۲/۱۵۶، کتاب الاضاحی) ایک دوسری روایت میں ہے پھر آپ ﷺ **بسم اللہ و اللہ اکبر** کہتے (مسلم: ایضا)

اس لئے ہمیں بھی چاہئے کہ ہم قربانی اپنے ہاتھ سے ذبح کریں اگر کوئی دوسرا کردے تب بھی جائز ہے۔ ذبح سے پہلے چھری کو اچھی طرح تیز کرلیا جائے۔ ذبح کرنے والا اگر اپنی قربانی ذبح کررہا ہے تو وہ یہ دعا پڑھے: **بسم اللہ اللھم تقبل منی و من اھل بیتی بسم اللہ و اللہ اکبر** اور ذبح کردے۔ اگر وہ کسی دوسرے کی قربانی ذبح کررہا ہے تو پھر مِنّی کی جگہ اس شخص کا نام لے اور **اھل بیتی** کی بجائے **اھلہ** کہے اور ذبح کرے۔

ضروری وضاحت

قربانی کرنے والے کیلئے ضروری ہے کہ اس کا عقیدہ توحید والا ہو جس میں شرک کی آمیزش و ملاوٹ نہ ہو اس کا ہر ہر عمل رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق ہو جس میں بدعت کی ملاوٹ نہ ہو۔ اس کی کمائی حلال ہو حرام مال سے خرید کردہ یا چوری کا چارہ وغیرہ ڈال کر پالی ہوئی قربانی قبول نہیں ہوگی۔ وہ خود نمازی ہو کیونکہ تارک صلوٰۃ (بے نماز) شخص کا تو ایمان ہی مشکوک ہے۔ اس طرح وہ قربانی خالصۃً اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کیلئے کرے نہ کہ لوگوں میں شہرت کیلئے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن و حدیث کے مطابق زندگیاں بسر کرنے کی توفیق فرمائے اور شرک و بدعت کی گندگیوں سے محفوظ و مامون رکھے آمین ثم آمین۔

اللھم وفقنا لما نحب و ترضیٰ

© rasailojaraid.com